

تعارف و تبصرہ

محمد عبداللہ *

فرنگیوں کا جال

مولانا امداد صابری (مصنف)، فارقِ ارگلی (مرتب)، فرید بک ڈپونی دہلی، ۲۰۰۸ء، صفحات ۵۹۳
مجلد ۱۵۰ ہندوستانی روپے

بر صغیر میں انگریزوں کی تاجرانہ آمد سے سیاسی قبضہ کے استحکام (۱۸۵۷ء) اور بلاشکت غیرے اقتدار (۱۹۴۷ء) تک کے دور کو نوآبادیاتی دور سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس میں ان کے خیال میں اس خطہ کی معاشری، معاشرتی اور سیاسی ترقی کے لیے بہت کچھ کیا گیا لیکن ہندوستان کے باشندے بالعموم اور مسلمان بالخصوص اس دور کو بیرونی غالبہ کا دور ہی سمجھتے رہے۔ نیز اس مخصوص پر حکومت سے گلوغلاصی کے لیے منظم وغیر منظم ہردو طرح سے کوششیں ہوئیں۔ نوآبادیاتی دور بالخصوص ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے محركات، واقعات اور اثرات پر متعدد اہل علم نے قلم اٹھایا۔ مسلمانوں نے ہمیشہ انگریز سرکار کا مقابلہ کرنے والوں کو حریت پسندوں سے تعبیر کیا اور انہیں قوی ہیر و بنا کر پیش کیا گیا۔ جنہوں نے اپنے دین اور ملک و قوم کی آزادی کے لیے غیر معمولی قربانیاں دیں۔

مولانا امداد صابری (پ: ۱۹۱۳ء) کا تعلق ہندوستان کے اس خانوادے سے ہے جنہوں نے استعماری قوتوں اور سیکھی سرگرمیوں کا علمی و عملی دونوں حاذ پر بروی جرأت کے ساتھ مقابله کیا۔ آپ کے والد گرامی مولانا شرف الحق دہلوی (۱۸۶۷ء-۱۹۳۶ء)، مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور بڑے مناظر تھے۔ چنانچہ اسی پس منظر میں مولانا امداد صابری نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی حیات و خدمات پر پہلا باضافہ تذکرہ ”آنار رحمت“ کے نام سے لکھا۔ اردو صحافت پر ان کی کتاب ”تاریخ صحافت اردو“ تین جلدوں میں ہے۔ مگر جو شہرت زیر نظر کتاب فرنگیوں کا جال کو حاصل ہوئی وہ شہرت کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔ بلکہ کتاب اس دعویٰ کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے، ”ہندوستان پر انگریزوں کے تسلط کے بعد عیسائی مشزروں کی اسلام و مسلمانوں کے خلاف ناپاک سازشوں اور علمائے اسلام کی ایمان افروز جدوجہد کی مکمل تاریخ ہے“ برطانوی حکومت نے ضبط کر لیا تھا۔*

* الیسوی ایسٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

فضل مصنف احمد انصاری نے سب تالیف میں علماء کرام کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک وہ گروہ جو حکومت برطانیہ کے خلاف عسکری محاذ پر سرگرم تھا جبکہ دوسرا گروہ جنہوں نے اپنی تحریر و تقریر سے مشنریوں کا جواب دیا۔ اگرچہ اول الذکر گروہ کی حکومت دشمنی علی الاعلان تھی تاہم ثانی الذکر گروہ بھی حکومت کے غنیض و غصب کا نشانہ بنا۔ ان کی بھی جائیدادیں ضبط ہوئیں، وارتٹ گرفتاری جاری ہوئے۔ ان کی سرگرمیوں کو معطل کر دیا گیا۔ مصنف کے خیال میں فرنگیوں کا جال مرتب کرنے کا بنیادی محرك یہی ہے خبی تھی جو عوام الناس میں پائی جاتی تھی لیکن جس طرح وہ ایک جامع تذکرہ مرتب کرنا چاہتے تھے وہ تو نہ ہو سکا، اس کی بنیادی وجہ ان روپوں کی عدم دستیابی تھی جو صوبے کے ہر حصے میں موجود تھیں اور رونصاری میں حصہ لینے والے علماء کرام کے حالات اور ان کے مناظروں کے واقعات بھی پوری طرح دستیاب نہ ہو سکے۔ تاہم زیر نظر کتاب کا مسئلہ مصنف کے والد محترم مولا ناشرف الحق دہلوی کے کتب خانے سے دستیاب لٹریچر پر مختصر ہوا یا پھر ادھر ادھر سے کچھ سمجھی اداروں اور سرگرمیوں کی روپوں وغیرہ تھیں (ص: ۲۳) جو میسر ہوئیں۔ ایسے میں جو بھی مواد میسر ہوا اور مصنف نے فرنگیوں کا جال، میں جس طرح ترتیب دیا وہ بلاشبہ اتنا حکومت مخالف تو تھا کہ کتاب کی ضبطگلی تک نوبت پہنچ گئی۔ کتاب میں مندرجہ ذیل موضوعات پر خامہ فرسائی کی گئی ہے:

- ۱- عیسائی فرنگیوں کی ہند میں آمد۔
 - ۲- قدیم ہند میں عیسائی بلخ۔
 - ۳- انگریزی دور میں مشنری کام۔
 - ۴- مشنری جال پھیلانے میں حکومت کا ہاتھ۔
 - ۵- ہندوستان میں مشنری کام کرنے والے پادریوں کے حالات زندگی۔
 - ۶- علماء اسلام کا جہاد اکبر۔
 - ۷- پادریوں سے علمائے کرام کے مناظرے۔
 - ۸- (مسلمانوں کے قائم کردہ) کالج، سکول، ٹیم خانے، انجمنیں اور اخبارات و رسائل۔
 - ۹- مجاہدین رونصاری کے حالات زندگی۔
- اگرچہ مذکورہ بالا سارے مباحثہ ہی قابل ذکر ہیں مگر یہاں ان کی تفصیلات دینا ممکن نہیں ہے البتہ

بعض اہم مباحث کا تذکرہ دیچسی سے خالی نہ ہوگا۔ انگریزی دور میں مشنری کام میں مصنف نے پادریوں کے کاموں اور سرگرمیوں کی خاصی تفصیلات مہیا کی ہیں۔ ۱۸۱۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے برطانوی پارلیمنٹ سے تبلیغ نصراحتی کی باقاعدہ اجازت چاہی لیکن برطانوی پارلیمنٹ نے ہندوستان میں امن و امان کے پیش نظر ایکٹ ۱۸۱۳ء منظور کیا جس میں طے پایا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے انگریز پادریوں کے لیے ایک بشپ اور تین ارڈینکن مقرر کیے جائیں اور بشپ کا صدر مقام کلکتہ ہوگا (ص: ۱۰۸) مصنف نے مختلف چیਜ سوسائٹیوں کی سرگرمیاں، ان میں کام کرنے والے پادری، ان کے عہدے اور مراعات نیز زیر اثر آنے والے افراد گوشواروں کی شکل میں دیئے ہیں۔ (ص: ۱۱۳)

ان اداروں میں مسلمانوں سے مناظرہ کی باقاعدہ تربیت بھی دی جاتی تھی۔ چند عنوانات ملاحظہ ہوں:

۱۔ مناظروں میں اعتراضوں کا جواب کس طرح دینا چاہیے؟

۲۔ غیر عیسائیوں کے اعتراضات کیا ہوتے ہیں؟

۳۔ غیر عیسائیوں میں روحانی ترقی کیونکر ہو؟

۴۔ دیسی عیسائیوں میں مذہبی ترقی کس طرح کی جائے؟ (ص: ۱۸۹)

ہندوستان کے تمام علاقوں میں قائم ادارے جو مسیحیت کی ترویج و اشاعت کے لیے قائم ہوئے تھے باہر کے فنڈز سے چلتے تھے۔ ہندوستان میں پادری ایک نواب کی طرح ثناٹ سے زندگی گزارتے تھے وہ یسوع مسیح کی خدمت کے قابل اس وقت بنتے تھے جب ان کو ایک کیشر قم دی جاتی تھی۔ ان کے کام کا صد معمولی نہیں ہوتا تھا بلکہ ان کی تنخواہ چیف کمشنر کے برابر ہوتی تھی وہ روپیہ پانی کی طرح بھاتے تھے۔ (ص: ۱۳۹)

اسکی سرگرمیوں اور بائل کی نشر و اشاعت کے لیے ہندوستان میں پرنس کی آمد بھی ایک انقلاب سے کم نہیں ہے جہاں ان سے بائل کے ترجم کی اشاعت ہوئی وہیں فارسی و اردو زبان کو فروع بھی حاصل ہوا۔

گارسون دنیس نے اپنے خطبات میں ان سرگرمیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ایسے علماء جو حکومت مخالف سرگرمیوں میں پیش پیش ہوتے انہیں ہر طرح کے قانون سے بالآخر سمجھا جاتا اور ان سے انسانیت سوز مظالم ردار کئے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جیل کے افراد کو ہدایات تھیں کہ ایسے باغیوں کی جیلوں میں داڑھیاں تک منڈھوادی جائیں۔ چنانچہ مولانا جعفر تھائیری کے ساتھ جیل میں یہ

سامنے پیش آیا۔ لکھتے ہیں:

”جیل کے دستور کے مطابق مقراض ہماری ڈاڑھی مونچھ اور سر کے بال وغیرہ تراش کر منڈی بھیز سا بنا دیتا اس وقت میں نے دیکھا کہ مولوی سُجی اپنی ڈاڑھی کے گرے ہوئے بالوں کو اٹھا کر کہتے تھے کہ افسوس نہ کر تو خدا کی راہ میں پکڑی گئی۔“ (ص: ۱۵۶)

مولانا امداد صابری نے ہندوستان میں مشتری کام کرنے والے پادریوں کے حالات قلم بند کیے ہیں۔ ان میں دونوں طرح کے پادری شامل ہیں۔ باہر سے آنے والے انگریزی پادری جو مختلف علاقوں میں آئے اور مختلف عہدوں پر فائز تھے۔ ان میں سے بعض پادریوں کا مشتری جذبہ مثالی تھا، دوسرے وہ پادری جو دلیسی تھے جنہوں نے باہر سے آنے والے پادریوں کے زیر اثر اپنا مذہب بدلت کر عیسائیت اختیار کر لی تھی ان میں مسلمان، ہندو اور سکھ شامل تھے۔ جیسے پادری عmad الدین، پادری کالی چون، پادری وارث الدین، پادری دینا ناتھ، پادری جے۔ ایل۔ ٹھا کر داس، پادری طالب الدین اور پادری ماشر رام چندر شامل تھے۔ اسلام دشمنی میں دیکی پادری، بدیسی پادریوں سے بھی دو قدم آگے تھے۔ چنانچہ پادری عما الدین کی تصنیفات کی بابت لکھا ہے۔

”طریق تحریر نہایت بھوت نہ تھا اور دل شکن قلم کے مالک تھے، ان کے طرزِ نگارش نے مسلمانوں کے بہت دل دکھائے۔ چنانچہ پادری کریون نے ان کی بابت لکھا، اگر ۷۱۸۵ء کی مانند پھر غدر ہوتا تو اس شخص پادری عما الدین کی بد عنوانیوں اور بے ہودہ گویوں سے ہو گا جوان کو باہر پندرہ روپے کو کوئی نہ پوچھئے اور مشن میں ۰۰ روپے اور کوئی ملے۔“ (ص: ۲۲۳)

مولانا امداد صابری نے ان پادریوں کے کارہائے نمایاں کی خوب منظر کشی کی ہے۔ جو حکومتی وسائل سے پوری طرح ملام مال تھے۔ اور انہوں نے حکومت سے نفرت بھی عوام میں بھاولی تھی اس کا اندازہ اس شعر سے لگایا جاسکتا ہے جس کا ذکر گار سال دنیا نے بھی کیا ہے۔

۔ دلا گواہی حق پر، کرتا نظر نصاریٰ کی جوئی، نصاریٰ کا سر

فضل مصنف نے نہ صرف اس زمانے میں مسیحیوں سے ہونے والے مناظروں کی تفصیلات بھی بھم پہنچائی ہیں۔ جو دلچسپی کی حامل ہیں بلکہ مجاهدین روں نصاریٰ کے عنوان سے اس دور کے علماء کے حالات بھی قلم

بند کیے ہیں۔ البتہ مرزا غلام احمد قادریانی کا تذکرہ ان مناظرین میں گھلتا ہے۔ جس کے حالات بھی علماء کے ضمن میں قلم بند کیے گئے ہیں۔ البتہ کتاب کی اشاعت تو کرنے والوں نے ایک سطحی نوٹ دے دیا ہے کہ مرزا قادریانی نے اسلام کو یہود و نصاریٰ سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

بلاشبہ کتاب فرنگیوں کا جال، ایک تاریخی دستاویز ہے جس کی اہمیت اس دور میں بھی مسلم قومی اور آج بھی ہے۔ اس کی اشاعت تو پر مرتب اور ناشر دونوں ہی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ تاہم کچھ حقائق ایسے ہیں جن کا تعلق مصنف مولانا امداد صابری کے ساتھ ہے کہ ان کے مرتبہ کردہ ہیں۔ مثلاً بعض روپوش مصنف نے جوں کی توں لگادی ہیں ان کی تحقیق کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔ بعض سیکی ماذد پر انداھا اعتناد کر لیا گیا ہے۔ کہیں تراجم پر انحصار کر لیا گیا ہے۔ مصنف نے کتاب میں ساتھ ساتھ ماذد کی نشاندہی کی ہے مگر صفحہ مطبع کے بغیر کہیں کہیں معلوم ہوتا ہے کہ محض اخباری قسم کی معلومات جمع کردی ہیں، کہیں کہیں مبالغہ آرائی کا رنگ بھی نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر وزیر خان کی وفات کی پابند کھا ہے آپ نے آخری زندگی کا حصہ مکہ شریف میں اپنے ساتھی مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے ساتھ گزارا اور جنت البقیع میں مدفن ہوئے۔ (ص: ۲۹۳)

حالانکہ مکہ میں جنت الْمَعْلُونِ ہے، جنت الْبَقِیع نہیں۔ اسی طرح کتاب کی اشاعت تو کے پیش لفظ میں قاری محمد میاں مظہری نے لکھا ہے، ”حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے مدرسہ کی سرپرستی کے لیے حضرت امداد اللہ مہاجر کی کوکہ معظمه بلا لیا تھا۔ (ص: ۵) حالانکہ مولانا امداد اللہ مہاجر کی مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے پہلے مکہ پہنچ چکے تھے۔

”فرنگیوں کا جال“ کی اشاعت تو پر اہل علم کو گونہ خوشی ہوئی مگر کتاب کا تکلیف وہ پہلو اس کی تحریر (کپوزنگ) ہے جس پر مرتب نے اور نہ ہی ناشر نے کوئی خاطر خواہ توجہ دی ہے۔ اکثر مقامات پر سن عیسوی کا تذکرہ معاً ایک صدی آگے چلا جاتا ہے یا ایک صدی پیچے، مثلاً ص ۱۰۹ پر ۱۸۲۳ء کا اندرجاء ہے، اسی سطر میں ۱۹۲۳ء درج ہو گیا ہے۔ یہ تقدیم و تاخیر کسی ایک جگہ پر نہیں متعدد جگہ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ پروف خوانی کی اغلاط کا تو شمار قطار ہی نہیں ہے حالانکہ جدید ایڈیشن میں فرنگی ناموں کا انگریزی تلفظ بھی دے دیا جاتا تو کتاب کی افادیت دو چند ہو جاتی، مگر مرتب و ناشر نے ناٹش بدلنے اور ایک عدد پیش لفظ لکھنے کے علاوہ کوئی رحمت گوار نہیں کی تاہم ایک نایاب کتاب کا مکر اشاعت پذیر ہو جانا ہی غنیمت ہے۔